خیر خواہ افغانستان و پنجاب

نمبر (۲۲) — مطبوعہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۸ء بروز جمعہ — جلد (۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

نور افشاں

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری ... صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب ... سب ایڈیٹر
پادری ... صاحب بی۔ اے۔ ... ایڈیٹر

سوامی وویکانند کے لکچر گاڈ اینڈ ورشپ پر

سرسری نظر

آپ فرماتے ہیں کہ مسیحی گرجے کو کیوں جاتے ہیں؟ کیا آپ کے خیال میں گرجا کسی دیوی یا دیوتے کی مورت یا صورت ہے۔ جو آپ جانتے ہیں مسیحیوں کو بہ پرستش کرتا جانتے اگر رومن کیتھولک بیشک گرجوں میں مورتیں رکھتے ہیں۔ تو اس سے ہم پر کیا اعتراض آپ کا وارد ہو سکتا ہے۔ یہ تو حقیر سب لوگ جان چکے ہیں کہ پروٹسٹنٹ مسیحیوں میں گرجے کے اندر کسی قسم کی مورت نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ اس کی پرستش کرتے ہیں۔ تو پھر آپ ایسی لا تائی باتیں لکھکر کیوں عوام کو دھوکہ دیا چاہتے ہیں۔ یہ بھی آپنے خوب کہی کہ پروٹسٹنٹوں کے دلوں میں مقدسوں کی مورتیں کیوں ہوتی ہیں۔ کیا آپ نے پروٹسٹنٹوں کے دلوں کی مورتوں کو دیکھا ہے جو آپ ان پر ایسا بہتان و جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ یا آپ نے کسی پروٹسٹنٹ کے عقیدہ کی کتاب میں کہیں پڑھا ہے کہ وہ اپنے دلوں میں مورتیں رکھتے ہیں یا دلوں میں مورتیں رکھنے کے جواز پر کوئی آیت درج کتب مقدسہ پیش کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو آپ کے ایسے بے بنیاد تہمت پر ہم کیا کہیں۔ ملک کے انصاف پر چھوڑ کر آپ کی اور ساتھیوں کی نسبت جو آپ وقتاً فوقتاً لکھ اور کہا کرتے ہیں کی نسبت کرتے رہتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ آسمان کی طرف نشیبہ کرنے کا سبب یہ نہیں ہے کہ خدا کی کوئی مورت آسمان پر بنی ہوئی ہے۔ اور اس مورت کی طرف اپنی آنکھیں اٹھاتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہوتا تو زمین پر بے وہ زمین پر نگاہ کر بھی آسمان پر پرستش کرتا کمال ہوتا کیا آپ کو یہ وہم نہیں گذرا کہ صدہا ہندو ذی مورتوں کو درختوں کے نیچے ٹوٹے ہوئے دیکھا ہیں پر اکثر بچتے پیشاب کر دیا کرتے ہیں۔ دیبی مورتوں کو آسمان پر اٹھا کر رکھ دیا ہو۔ ہاں یہی بات تو بہت دور کی سوجھی یہ ذہنی ٹری بہری بھی آسمان پر رکھنے کے لئے سیڑھی تو چاہئے آپ ناحق ادھر ادھر الجھا رہے ہیں کہ کہیں سے کچھ بھی ہاتھ آئے۔ مگر بقول شخصے۔ چاند پر خاک ڈالنے سے کیا ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی عیسائی اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگتا ہو تو اس کے اور بھی سبب ہو سکتے ہیں مگر ایک میں بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ عیسائیوں کے نزدیک اگرچہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ مگر آسمان بھی خاص حضوری سے معمور ہے۔ اس لئے دعا کرتے وقت بعض لوگ اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور بعض دعا کرنے میں ظاہری آنکھوں کو اس طرف نہیں کرتے بلکہ توجہ اور خیال کو کام میں لاتے ہیں۔ اور بعض دعا کے وقت ان دونوں حالتوں میں سے ایک کو بھی کام میں نہیں لاتے۔ مگر جناب اس سے تو کوئی مورت و صورت ثابت نہیں ہوتی اس روحانی ہستی کی طرف ہر طرح سے خیالات و توجہ کو لگایا جاتا ہے۔ خواہ آسمان کی طرف رخ کر کے یا زمین کی طرف جھکے ٹیک کر۔ مگر یاد رکھئے کہ ہر حالت میں عیسائی خدا کے اس ملاک کی ہوئے علم کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ ہر شئے کی کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو وہ آسمان پر ہو نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا۔ مگر شرم آپ کو کی بیشتر پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں۔ جس کی نسبت جو وہ

وہ بھی گفتگو و مقابلہ میں اپنے بت پرست بھائیوں کو الزام دیتے ہیں۔ آپ کی وہی مثل ہے۔ کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے تب آپ کی اس حجت کی نسبت کہ انسان بغیر کسی مادی شکل کے کسی چیز کا خیال نہیں کر سکتا۔ اور اس لئے آپ کی رائے میں خدا کا بھی خیال بغیر کسی مادی صورت کے نہیں ہو سکتا۔ ہمارا پہلا جواب یہ ہے کہ ہمارا اعتراض جو کہ بت پرستی پر ہے یہ نہیں ہے کہ آپ اس دنیا کی چیزوں سے خدا کی ذات و صفات کے سمجھنے کے لئے مادی چیزوں کو بطور مثال کے کام میں لاتے۔ اور جہاں تک کہ غیر مادہ شکل مادی چیز پر ظاہر کی نسبت ہم کو روشنی دے سکتی ہیں۔ استعمال نہ کیجئے۔ عیسائی بھی بہت سی مثال اور تشبیہوں کو کام میں لاتے ہیں تاکہ روحانی خیال مادی اشیا کے وسیلہ سے ذرا واضح ہو جائے۔ مگر آپ تو ان اشیا کو محض تشبیہ و مثال کے طور پر کام میں نہیں لاتے۔ بلکہ مادی اشیا کو آپ خدا کی صفات منسوب کر کے انکو اپنا خدا ماننے لگتے ہیں۔ جیسا کہ ویدک زمانہ میں آپ کے باپ دادے عناصر کی پرستش کرتے رہتے لیکن پچھلے زمانہ میں آپ کا حال یہاں تک بدتر ہو گیا کہ عناصر کو چھوڑ کر عناصر میں سے مٹی و دھات وغیرہ کی مورتیں بنا کر انکو خدا کی صفات منسوب کر کے خدا ماننے لگے۔ اور بعض تو ایسی مورتیں کام میں لائی جاتی ہیں کہ جو خدا کی پاکیزگی ظاہر کرنے کے بعوض خدا کی ناپاکی کا اظہار کرتی ہیں۔ مثلاً مہادیو کا لنگ۔ کیا اس کی پرستش کرنے سے کبھی انسان کو خدا کی پاکیزگی کا خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ مادی اشیا کو خدا کی شناخت کے لئے بطور مثال اور تشبیہ کے کام میں لاکر انکو محض بولنے کے درجہ پر رکھتے تب تو یہ بات بیجا کام دینے والی ہوتیں۔ مگر آپ نے جب مادی اشیا اور انکی مورتوں کو خدا کر پوجنا اختیار کیا۔ تب تو آپنے حقیقت کو صیہ و نہیں سمجھا بلکہ دونوں کو ملا کر خلط ملط کر دیا۔ اور لوگ مجازی کو حقیقت سمجھ کر حقیقت تک پہنچنے اور ترقی کرنے

سے پیچھے رہ گئے اور اب اشتہ کوئی علی درجہ حقیقت کا باقی نہیں رکھا۔ کہ جس تک ترقی کیجائے ۔

(۲) اگر یہ کہا جائے کہ مورت بنانی اور اُس کے پوجنے سے ہم کو خدا کی ذات و صفات کی نسبت زیادہ روشنی ملتی ہے اور اس لئے اسکا پوجنا اور بنانا نہایت مناسب ہے تو آپ ایک معمولی جسمانی سبق کہ ایک سادہ جاہل کو جس سے مورت کا پوجاری ہے۔ مقابلہ کرکے دیکھ لیجئے کہ اُن دونوں میں سے خدا کی نسبت کسکو زیادہ روشنی حاصل ہے تو مقابلہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بُت پرست بمقابلہ اُن کے جو بت پرستی نہیں کرتے کسی طرح خدا کی پہچان کی نسبت آگے نظر نہیں آتے۔ بلکہ پیچھے نظر آتے ہیں ۔

(۳) اگر ہم آپ کے دعوی کو تسلیم کریں کہ انسان بغیر مادی چیزوں کے یا دوسرے الفاظ میں چیزوں کو مجسم صورتیں دیکھے، علم کے روحانی خیالات کے سمجھنے کی قابلیت حاصل نہیں کرسکتا۔ (یعنی ایبسٹرکٹ آئڈیاز کو سمجھ نہیں سکتا) تو پھر جب اُس نے روحانی چیزوں کے سمجھنے کی قابلیت عمر کی عرصہ تک بلوغ تک حاصل کر لی۔ تو پھر اُسکو مورتوں کے بنانے پوجنے کی کیا ضرورت باقی رہی۔ لا آف اسوسی ایشن کے ذریعہ وہ اب اس قابل ہو چکا کہ ایبسٹرکٹ آئڈیاز کا خیال اُن مادی اشیا کے ذریعہ سے جو اُس کے حافظہ میں بطور کانکریٹ کے موجود ہیں کرسکے۔ پس اس حالت میں مورت بنانا کسی روحانی شے کا خیال دلانے اور سمجھانے کے لئے فضول ٹھہرا۔ اور نہ صرف فضول ٹھہرا بلکہ اسکو ترقی کرانے کی بجائے تنزل کیطرف پھر واپس لانا ہوگا جیسے کسی طالب علم کو گلستاں پڑھاکر پھر الف بے پڑھائی جاوے۔ لیکن اگر آپ پھر بھی یہہ کہیں کہ عموماً جاہل اشخاص اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ باوجود مادی اشیا کا علم حاصل کرنے کے بذریعہ لا آف اسوسی ایشن روحانی چیزوں اور خصوصیں خدا کی پہچان کی قابلیت حاصل نہیں کرسکتے تو آپ کو یہہ ماننا پڑیگا کہ خدا نے بہت سے انسانوں کو ایسا پیدا کیا کہ وہ اُسکو پہچان نہیں سکتے۔ اور اگر پہچان نہیں سکتے تو وہ جوابدہ بھی نہ ٹھہرینگے حالانکہ اُن کے دنیاوی حالات اور معاملات و کاروبار کی سمجھ اور قابلیت اس امر پر صاف گواہی دیتی ہے کہ اگر ہم اُنکی نسبت ایسا نتیجہ نکالیں تو خلاف واقعہ ہوگا۔

(۴) پھر اگر لا آف اسوسی ایشن نے باوجود مادی چیزوں کا علم حاصل کر لینے کے بھی اُنکو اس قابل نہیں کیا کہ وہ بذریعہ مادی چیزوں کے عقلی و روحانی خیالات کو سمجھ سکیں۔ تو ہم نہیں سمجھتے کہ وہ مورتوں کے ذریعے خدا کی نسبت کیا علم حاصل کرسکیں گے۔ مورتوں میں خدا کی شناخت کے لئے کون سی مناسبت ہے جس سے وہ خدا کو پہچان سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تو مُردہ بتوں سے کسی زندہ آدمی کی پوجا کرنا بہتر ہوگا۔ کیونکہ ہم نادان آدمی کو یہہ سمجھا سکتے ہیں کہ جس طرح آدمی اپنے ہاتھ سے کام کرسکتا دیکھ سکتا و مختلف کام کرسکتا ہے۔ اسیطرح خدا میں بھی قدرت کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے علی ہذا القیاس اُس کے جسم کے دیگر عضو منہ آنکھ وغیرہ سے خدا کی نسبت کوئی نہ کوئی بات اُس کی صفات کی نسبت سمجھ سکتے ہیں۔ پھر مُردہ مورت سے تو ہم یہہ نہیں سمجھا سکتے۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے ہل نہیں سکتی۔ نہ منہ سے بول سکتی ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مورت میں خدا کے ساتھ ایسی مناسبت نہیں کہ ہم اُس کے ذریعے خدا کی شناخت کرسکیں۔

(۵) پھر آپ کا یہہ اعتراض کہ جب ہم خدا کی ہمہ جا حاضری کا خیال کرتے ہیں تو ہمارے دل میں اُسکی حاضری پر خیال کرتے ہوئے لا آف اسوسی ایشن کے ذریعے پھیلی ہوئی زمین یا نیلے آسمان کی وسعت کا خیال آجاتا ہے۔ اور یوں اُسکی صفت ہمہ جا حاضری ایک مادی صورت ذہن میں گزر جاتی ہے۔ تو جناب من جس سے کوئی خدا کی مورت تو ہم اپنے دلوں میں قائم نہیں کرتے اور اُس نیلے آسمان اور پھیلی ہوئی زمین کی پرستش تو نہیں کرتے۔ یہہ تو محض اُس روحانی خیال کو پیدا کرنے کے لئے فقط ذریعہ ہیں۔ نہ ایک بُت۔ ہاں اگر ہم نیلے آسمان اور پھیلی ہوئی زمین کو خدا کی صفات منسوب کرکے اُنہیں بجائے خدا کے ماننے لگیں۔ تو البتہ ہم پر بت پرستی کا الزام عاید ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ ہمارے ذہنوں میں خدا کی ہمہ جا حاضری کے خیال کرتے وقت لا آف اسوسی ایشن کے ذریعے سے اُس کی روحانی ہمہ جا حاضری کے خیال کو پیدا کرتی ہیں۔ اور اُن کو ہم محض خدا کی حاضری کے خیال کو کھینچنے والا سمجھ کر اُن کی اپنی جگہ پر چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ تو یہہ بت پرستی کیونکر ہوئی۔ کیا آپ اُنکو جو بذریعہ تصویر کے اپنے دوستوں کو یاد کرتے ہیں بُت پرست کہیں گے۔ اگر کہیں تو یہہ محض زبردستی اور سینہ زوری ہے۔

مسیحی کلاس

شادی

"اسواسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا اور وے دونوں ایک تن ہونگے" اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان شادی کرکے اس دنیا میں دیندار ہو کر رہے یہی انتظام الٰہی ہے۔

انسان کی ذات پر غور کرنے سے حیوانات اور [illegible] معلوم ہو سکتا ہے کہ انسان [illegible]

نہیں کرتا ہے۔ بلکہ وہ قدرت سے ہی ایک ساتھی کو چاہتا ہے اور وہ ساتھی اُسی جیسا اور اُسی ہئیت کا ہونا چاہئے۔ باغ عدن میں آدم اکیلا اس باغ کی باغبانی اور نگہبانی کرتا تھا اور وہ اکیلا اس باغ کی تمام خوبصورتی اور خوبی کو دیکھتا تھا۔ تو بھی اُس سے اُس کے دل کو تسلی نہ ہوتی تھی کیونکہ اُسکو ایک ساتھی کی حاجت تھی۔ اُس کا دل اُداس ہی اُداس رہتا تھا۔ پس وہ اس باغ کی خدمت نہیں کر سکتا تھا اور ہمیشہ یہی چاہتا تھا۔ اور کوئی دوسرا شخص آکر اُس کے ساتھ مل جائے۔ تاکہ وہ درختوں کو پانی دے۔ باغ کی گھاس اکھاڑے اور باغ کے اور کاموں میں اُس کو مدد دیوے۔ باغ عدن میں ہمیشہ ہی موسم بہار تھا۔ وہاں ہزاروں درختوں میں لاکھوں پھول شگفتہ ہو کر اس باغ کو خوشبو اور خوبصورتی کو زیبائش دیتے تھے۔ اور ہزاروں پرندے اپنی سریلی آوازوں سے اس باغ کو خوشنما بناتے تھے اور بادِ صبا اس باغ کی چاندی جیسی نہروں میں غسل کر کے اور پھولوں کی خوشبو سے معطر ہو کر ہر طرف خوشبو ہی خوشبو پھیلاتی تھی۔ اور اس وسیع آسمان پر ہر وقت خوشی کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ تب بھی اس باغ کی اتنی بڑی خوبصورتی اور خوشی سے آدم اکیلا نہیں اٹھا سکتا تھا۔ بلکہ وہ چاہتا تھا کہ اس باغ کا حظ اٹھانے میں میرا ایک ساتھی ہووے جیسے وہ اس بے جان باغ میں اپنے ساتھ ایک جاندار وجود رکھنے کی سخت ضرورت سمجھتا تھا۔

اس پر خدا نے حیوان کے ہر ایک جانور اور آسمان کے پرندوں کو آدم کے پاس موجود کیا۔ پر آدم کو اسکی مانند کوئی ساتھی نہ ملا۔ تب خدا نے آدم کی ایک پسلی سے ایک عورت کو پیدا کیا۔ تب آدم نے اُس خوبصورت شکل کو دیکھ کر کہا کہ یہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت ہے۔ اس طرح سے آدم کو حسب خواہش ساتھی مل گیا۔ اور دونوں اس باغ فردوس میں یک جان ہو کے اور طبیعت کو تسلی ہوئی۔ شادی جس طرح کہ جسمانی احتیاج کو پورا کرتی ہے اسی طرح انسانی طبیعت کو تسلی بخشتی ہے گویا جو انسان کی طبیعت چاہتی ہے وہی خدا پورا کر دیتا ہے۔ انسان نے چاہا کہ میں شادی کرونگا۔ خدا نے کہا کہ شادی کرو۔ خدا نے جسمانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے انسان کی بیگناہی کی حالت میں شادی کا انتظام کیا۔

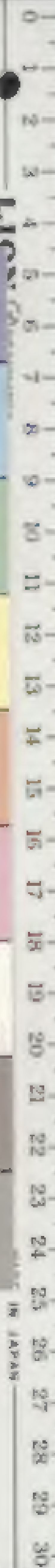
باغ عدن میں ایک قدرتی خوبصورت نظارہ اور جانداروں کی زندہ دلی موجود تھی لیکن وہ خوبصورتی اور زندہ دلی درہم برہم ہوتی تھی۔ ایک جگہ پیوستہ نہ تھی اس لئے باغ عدن کی اس خوبی کا حظ اٹھانے کیلئے انکو آراستہ کرنا پڑتا تھا اس لئے گویا اس کی آسودگی اور آسائش کمال نہ تھی۔ عورت سے پیدا ہونے پر یہ خوبصورتی اور زندہ دلی دونوں ایک جا پر پہنچ گئی۔ اب معلوم ہوتا تھا گویا خدا نے اس باغ کی تمام خوبصورتی اور تمام زندہ دلی کو اس عورت میں ڈالدیا تھا۔ یا یوں کہو کہ گویا تمام باغ عدن اس عورت کے جسم میں مجسم ہو گیا۔ عورت ہی خود اس باغ کی موسم بہار تھی۔ وہی خود گویا مجسم پھول چمن اور خوشی تھی۔ اس کی آنکھیں چاند کی شعاعوں کی مانند روشن تھیں۔ اس کا منہ صبح کی آرزو کی طرح چمکتا تھا۔ اسکی شیریں آواز گویا پرندوں کا گیت۔ اس کا زندہ جسم گویا تمام زندہ جانداروں کی زندگی کا مجموعہ تھا۔ آدمی کے کامل ہونے کے لئے عورت ضروری ہے۔ عقلی ہر قسم کا لطف کامل عورت سے حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ جیسے اعلیٰ خوبیوں کا مزہ بھی اُسکو عورت سے حاصل ہوسکتا ہے۔ پس اس طرح پر یعنی آدمی کو عورت کی موجودگی میں اور کیا چاہئے۔

لیکن خدا نے علاوہ ازیں عورت کو ایک اور بھی عمدہ چیز عنایت کی ہے۔ یعنی اسکو ایک خوش مزاج دل بھی دیا ہے۔ تو گویا عورت ایسے دل رکھنے کے سبب تمام آسمان اور مجسم خوشی باغ عدن ہونے کے سبب تمام زمین کا ایک نمونہ ہوئی۔ جیسے اس کا جسم باغ عدن ہے۔ اسکی روح گویا بہشت ہے۔ یا یوں کہئے کہ عورت کا جسم مٹی کا اور روح آسمانی ہے۔ بے جان خوبصورتی لیکن آسمانی رونق سے آراستہ مادی منہ لیکن آسمانی مسکراہٹ مادی زبان لیکن آسمانی گفتگو جسمانی خواہشیں لیکن آسمانی محبت۔ آدم نے اسکی نسبت میں اپنی طبیعت کی پوری مشابہت دیکھی اور اُسے دیکھ کر جیسے میں جسم اور روح کے میل سے مرد بنا ہوں ویسے ہی وہ بھی جسم اور روح کے میل سے عورت بنی ہے۔ اب آدم کو ساتھی ملا۔ دونوں ایک تن ہو کر اس باغ کی خدمت اور خوشی میں شریک ہوئے۔

اگر شیطان کی آزمائش میں آکر آدم اور حوا خطا نہ کھاتے تو شادی شدہ زندگی کیسی خوشی کی زندگی ہوتی اور خود غرضی۔ کینہ پن۔ اور ظلم انسان کے گھر میں داخل نہ ہو سکتے۔ بے اعتباری اور شک انسان کی زندگی کو کبھی تاریکی میں نہ ڈالتے۔ ظاہر میں محبت کے اظہار اور دل میں خونخوار تلوار اور ظاہر میں خوش اور خرم۔ باطن میں نااتفاقی اور رونا نہ دیکھتے۔ اگر وہ خطا نہ کرتے تو سینکڑوں مرد گھر کی بے چینی اور بے آرامی کے سبب مجرمی راہ کو اختیار نہ کرتے۔ یا ایک غم کی زندگی کو بیکار بیٹھے نہ ہوتے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہزاروں عورتیں اپنے خاوندوں کے ظلم سے مصیبت زدہ ہو کر زندگی بسر نہ کرتیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کے گھر میں بھوت پریت نہ ناچتے۔ ماں باپ کے بچے خوشی سے ارادہ و برباد نہ ہوتی۔

خیر وہ خوشی کا دن پھر واپس نہ آئے گا۔ وہ خوشی کا مسیل جب جورو اور شوہر میں ہوتا نا ممکن ہے جب تک یہ پرانی انسانیت موجود ہے تب تک ہم چاہے کتنے ہی دیندار کیوں نہ ہوں۔ وہ پاک اور بلا غرض ملاپ نہیں ہو سکتا غلطی بے اعتباری اور نفاق وقت بے وقت ہمارے گھر





میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ ہم جیسے چاہتے ہیں شوہر اور جورو ویسے ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے۔ ایک دوسرے کو پیار نہیں کر سکتے۔ کچھ نہ کچھ فرق یا فاصلہ رہ ہی جاتا ہے۔ دل جا کر دل سے نہیں ملتا۔ اور نہ دل دل کو جب چاہئے ویسا مضبوط پکڑ سکتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی نسبت کچھ نہ کچھ خیال بد رہ ہی جاتا ہے۔ ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ پردہ رہتا ہی ہے۔ دل کے کنارہ پر ذرا سا اندھیرا قائم رہ ہی جاتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی وہ اندھیرا زیادہ ہو کر زندگی کی خوشی اور سلامتی کو معدوم کر دیتا ہے۔

پس ایسے کامل شادی ناممکن ہے۔ لیکن تو بھی جس قدر کہ جنت کی زندگی حاصل ہو سکے۔ ہم کو کوشش کرنی چاہئے اگرچہ ہماری زندگی باغ عدن کی زندگی نہ ہوگی تو بھی جہاں تک ممکن ہو ہم کو باغ عدن کی زندگی کی نوبت تک پہنچنے کی سعی کرنی چاہئے۔ کم از کم باغ عدن کی شادی ہمارے لئے ایک شادی کا نمونہ ہونا چاہئے۔

اوّل باغ عدن کی شادی میں ذاتی خواہش نظر آتی ہے۔ آدم کو ایک ساتھی کا فکر تھا۔ شادی کے لئے خواہش کرنا انسان کا ایک خاصہ ہے۔ عام جوانی میں زندہ دلی کے خوش اور شاعرانہ خیالات نظر آتے ہیں تو نہیں آتے ہیں انسان کو ایک ساتھی کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایک طبعی امر ہے اس وقت انسان کا کل زندگی کا راستہ سچ گویا چمن کے طرح طرح کے پھولوں اور پھلوں سے آراستہ معلوم ہوتا ہے اس خوشنما راستہ پر اکیلا چلنے کو جی نہیں چاہتا۔ بلکہ یہ چاہتا ہے کہ کسی اور کے ساتھ ملکر اور یک جان ہو کر آگے بڑھوں۔ ان پھولوں کو چن کر ایک ہار بناؤں اور اس کے گلے میں ڈالوں۔ اور اسکی خوشبو سے اسکو معطر کر دوں۔ پھر ایسا شخص کا سیلات ہی صبح کی سنہری کرنوں سے ڈھنپا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ سونے کی اینٹ سے ایک خوشی کی عمارت بنانے کو جی چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح کی مایوسی یا ناکامیابی نہیں ہے۔ اس خوشنما زندگی میں بھی کیوں اکیلا چلوں۔ دل چاہتا ہے کہ شادی کروں اور ایک اور کو ساتھ لیکر آگے بڑھوں۔

اسلئے میں کہتا تھا کہ شادی کی خواہش عالم شباب میں آدم کی طرح قدرتی امر ہے۔ اگر شرم کے باعث منہ کھول کر نہیں کہا تو دل ہی میں تو ضرور بھری رکھتی ہیں۔ ایک طرح کے خوشنما اور شاعرانہ خیالات ملکر زندگی کے تمام تر ندہ کو عمدہ بناتے ہیں۔ فقط شادی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے کان میں شہد کی مانند شیریں معلوم ہوتا ہے۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ وہاں کاٹنے والی مکھیاں بھی ہیں۔ پس شادی کے نام سے جوانی کی عمر میں جان پر دیکھتے گلنار ہوجاتے ہیں۔ اور چہرے پر ایک رونق نظر آتی ہے۔ دل کے اندر بجلی چمکتی ہے۔

سو آدم کی مانند شادی کے لئے خواہشمند ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ لیکن اگر اس قدرتی خواہش کو اپنے قابو میں نہ رکھ کر نیک راہ پر نہ چلایا جائے۔ تو اس کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ اسلئے جو کوئی اس قسم کی خواہش کو قابو میں نہ رکھ کر شادی کریگا۔ تو وہ ضرور رنجیدہ دکھ اٹھائیگا۔

دوم۔ باغ عدن کی شادی میں جو ساتھی کی خواہش تھی۔ اس کا ایک خاص مدعا تھا۔ خدا نے آدم کو باغ عدن کی باغبانی اور نگہبانی کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ یہ باغبانی اور نگہبانی آدم کی زندگی کا ایک خاص کام تھا۔ اس خاص کام میں مدد اور ہمدردی کا خواہشمند ہونا۔ اسکے لئے قدرتاً ضروری امر تھا۔ عورت اس کے خاص کام میں اس کی مددگار بنی۔ خدا نے ہم سب کو کوئی نہ کوئی خاص کام کرنے کے لئے اس دنیا میں بھیجا ہے۔ یہ دنیوی کھیت جو کہ ہم کو آسان نظر آتا ہے۔ درحقیقت ایسا ہی آسان نہیں ہے۔ بلکہ زندگی کے کام میں ہم کو سینکڑوں قسم کی مشکلات کو حل کرنا پڑتا ہے۔ بعض وقت ناکامیابی کی ذرا فنی صورت دیکھکر ہم مایوس ہو جاتے ہیں۔ اس سخت راہ میں اگر کوئی ہمارا ساتھی نہ ہو تو یہ زندگی بڑا بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔ ہم جب تھک جاتے ہیں اور ہمت ہار بیٹھتے ہیں تو اسوقت اگر کوئی ہم کو پکڑ کر اٹھاوے اور ہمدردی کی باتیں کہکر ہمارے دل کو تسلی نہ دے تو ہم بالکل بے قرار ہوجاتے ہیں۔ پس شادی ایک ایسا ہی ساتھی دیتی ہے۔ ہم اس کے ساتھ جوش و خروش سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

سوئم۔ باغ عدن کی شادی میں ہم صبر اور خدا پر بھروسہ دیکھتے ہیں۔ آدم کے سامنے چٹیل میدان کے جانور اور آسمان کے پرندوں کو لایا گیا۔ لیکن اس نے ان میں سے کسی کو قبول نہ کیا۔ اس پاک فردوس کی خدمت کے لئے ادنیٰ بے سمجھ اور بے روح حیوان کسطرح اسکا مددگار ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ان جانوروں کو ایک ایک کرکے رخصت کر دیا۔ اب وہ صبر اور استقلال کے ساتھ ایک اعلیٰ ساتھی کا انتظار کرتا رہا۔ اگرچہ اس وقت کوئی اعلیٰ ساتھی نظر نہیں آتا تھا۔ تو بھی وہ بے صبر نہ ہوا تھا۔ اور یہ نہ سمجھتا تھا کہ جو ملجائے سو ہی اچھا ہے۔ اور نہ اس نے ان میں سے کسی حیوان کو چنا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ خدا قادر مطلق ہے۔ اسکے نزدیک کوئی بات ایسی نہیں کہ جسکو وہ نہ کر سکے۔ خدا اسکی ضرورت کو جانتا ہے۔ اور ضرور خدا اسکی ضرورت کو رفع کریگا۔ اس معاملہ کو خدا پر چھوڑ دینے اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے ماتحت کرنے سے اسکو ایک عمدہ ساتھی ملا۔ اس کی ہڈیوں میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت عورت کی صورت میں اس کے پاس آ پہنچا۔ اب آدم کو ساتھی ملا اور وہ پھر اس ساتھی کے ساتھ یک تن اور یک جان ہو کر زندگی کے کام میں مشغول ہوا۔

شادی کے معاملہ میں ہم کو بھی اسطرح خدا پر منحصر

رکھنا چاہئے جب تک اب شوہر نہ ملے تب تک ہم کو انتظار کرنا چاہئے۔ کیونکہ بے صبر ہو کر کسی چیز کو بگاڑ میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے ۔

چہارم ۔ اگر ہم غور کریں عدن کے باغ کی طرف دیکھیں تو معلوم ہو جاویگا کہ آدم اور حوا ایک ساتھ کیسے یکجا ایک عجیب روحانی خوشی میں مگن رہتے تھے۔ باغ عدن میں دنیوی خوشی کی کمی نہ تھی۔ مگر سب سے بڑی خوشی حیات کے درخت سے پھل کھانا تھا۔ آدم اور حوا ایک ساتھ ہو کر اس درخت حیات سے پھل کھاتے تھے۔ یعنی خداوند یسوع مسیح سے روحانی نعمتیں حاصل کرتے تھے۔

ہماری شادی کو بھی سب سے بڑا مقصد یہی ہونا چاہئے۔ صرف جسمانی یا دنیوی آرام کے لئے اس پاک رشتہ کو نہیں قبول کرنا چاہئے۔ شادی شدہ زندگی میں شوہر اور جورو کا باہم نجات دہندہ خداوند کے پاس جو درخت حیات ہے اس کے پھل کو کھانا مقصد ہونا چاہئے۔ دونوں کو ملکر روحانی طور پر زندگی بسر کرنے کی مانند اور کوئی خوشی نہیں ہے ۔

باغ عدن کی شادی ایک پاک شے تھی۔ انسان کی پاکیزہ حالت میں شادی کی رسم پیدا کی گئی تھی جیسا ہماری شادی بھی اسی طرح پاک اور بے عیب ہونی چاہئے۔ ہمارے خداوند نے خود قانائے جلیل کی شادی میں تشریف لاکر اس پاک رسم کو پاکیزہ کیا ہے ۔ سو وے لوگ جو شادی کو صرف ایک معاہدہ خیال کرتے ہیں۔ وے نہایت ہی کمینہ خیالات کے آدمی ہیں۔ شادی زندگی کی ایک نہایت پاک رسم ہے۔ شادی سے انسان کامل ہوتا ہے۔ یعنی اُس کی ہستی مکمل ہو جاتی ہے۔ ہمارا خداوند کلیسیا سے کیسی محبت رکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے ۔

باقی آئندہ

الراقم
[illegible] بی بی ۔ رائے ۔ [illegible]

ولایتی مشنری اور ہندوستانی کلیسیا

ہمارے پچھلے ہفتے کے مضمون کو پڑھ کر اڈیٹر صاحب نے اس بات کو مان لیا ہے کہ جہاں کلیسیا کے تو مشنریوں کا ان حلقوں سے کہ جہاں کلیسیائیں قائم ہو چکی ہیں دست بردار ہو جانا مناسب ہے۔ مگر وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ جہاں کہیں کلیسیائیں قائم ہوئی ہیں۔ وہاں وہ ابھی تک سکول ہسپتال وغیرہ چلاتے ہیں۔ اور وہاں مشنری صاحبان کے رہائشی مکان ہیں جن میں ہزاروں روپیہ صرف ہوا ہے۔ پس اگر کلیسیا سکول ہسپتال وغیرہ کا کام چلا سکیں اور مشنری سوسائٹیوں کے لئے اس قدر روپیہ وصول کر کے مشنری صاحبان دوسرے شہروں میں جا کر جہاں کلیسیائیں نہیں ہیں مکانات بنا سکیں۔ تو ہم بھی کہیں گے کہ ضرور ایسا ہی سمجھنا چاہئے ۔

ہمارے خیال میں اڈیٹر صاحب کو یہ فکر بھی کرنی چاہئے کہ جن جگہوں میں کہ جہاں کلیسیائیں قائم ہو چکی ہیں مشنریوں کی موجودگی کلیسیا کی کمزوری اور آزادی سے روکنے کا باعث ہے تو بھی مکانات رہائشی اور ہسپتالوں وغیرہ کی خاطر وہاں سے جانا محال سمجھتے ہیں۔ ہم ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اگر مکانات وغیرہ کا نقصان اختیار کر کے بھی مشنریوں کا وہاں سے چلے جانا کلیسیا کی موجودہ افسوسناک حالت کی درستی کا باعث ہو سکے تو کیا وہ مسیح کی خون خریدی ہوئی دلہن کی پاکیزگی اور بہتری کی خاطر نقصان گوارا کر کے کلیسیا کے ہاتھ میں چھوڑ نہیں جا سکتے۔ کیونکہ ہماری ناقص رائے کے مطابق مشنریوں کی موجودگی میں کبھی بھی کلیسیا کے آزاد ہونے کی امید نہیں ہے۔ یہ مشکل کبھی بھی مشنریوں سے حل نہ ہوتی اگر مشنری صاحبان شروع سے ہی انجیل کی بشارت کے کام کو رسولی طریقے سے کرتے جس کا ذکر ہم نے پچھلے مضمون میں کیا ہے۔ مگر اب اس مشکل کا بہتر حل یہی ہے کہ وہ سب کلیسیاؤں کے سپرد کر کے تب دوسری جگہوں میں جا کر رسولی طریقے سے کام کریں۔ اگر باپ دل و جان سے بیٹے کا خود مختار اور سیلف سپورٹنگ ہونا چاہتا ہے تو کیا وہ اپنے بیٹے کی بہتری اور اسکو سیلف سپورٹنگ بنانے کی خاطر اپنا نقصان اٹھانا پسند نہ کریگا ۔

اگر ہم مان بھی لیں کہ موجودہ صورت میں مشنریوں کا ان جگہوں کو کہ جہاں کلیسیائیں قائم ہو چکی ہیں چھوڑنا محال ہے۔ لیکن بقول اڈیٹر صاحب انکو یوحنا بپتسمہ دینے والے کے اس قول کو عمل میں لانے کی کوشش کرنا چاہئے کہ ضرور ہے کہ میں گھٹوں اور وہ بڑھے۔ تو ہمارے خیال میں ہندوستان میں بھی وہی طریقہ عمل میں لایا جانا چاہئے کہ جو ملکوں کی کلیسیاؤں میں عمل میں لایا جاتا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہاں مشن کا کام کلیسیاؤں کے وسیلے سے کرایا جاتا ہے کلیسیاؤں کو امداد کے روپیہ دیا جاتا ہے اور کلیسیا اپنی نگرانی میں سب مشن کا کام کراتی ہے۔ یہاں بھی اگر مشن کا کام کلیسیاؤں کے وسیلے سے کرایا جاوے۔ تو بہتر ہوگا۔ اور وہ سب مشنری صاحبان کے جو ان جگہوں میں کہ جہاں کلیسیائیں قائم ہو چکی ہیں کہ کام کر رہے ہیں کلیسیا کی طرف سے کام کریں تو یہ مشکل بھی رفع ہو جاوے گی۔ اور کلیسیا بھی جلد آزاد ہو جاوے گی۔ یہ سچ ہے کہ ابتدا میں کلیسیا کے لئے یہ کام بہت بھاری اور مشکل ہوگا اور اس میں بہت کچھ غلطیاں بھی ہوں۔ مگر اس سے کیا کہ کلیسیائیں اپنی ذمہ داری کو پہچاننے لگیں گی اور اس طرح سے مشنری صاحبان کا بھی یہ منشا ہیں یہاں کی کلیسیاؤں کے سپرد کر دینا انکی عالی درجہ کی خود انکاری اور یہاں کی کلیسیاؤں کی بہتری کے لئے انکی دلی خواہش اور محبت کا اظہار ہوگی ۔

ہم بہت چاہتے تھے کہ اڈیٹر صاحب ہمارے مضمون کے دوسرے حصے یعنی مشنریوں کی خود انکاری پر بھی اپنی رائے دیتے مگر انہوں نے اُس کی بابت کچھ نہیں لکھا۔ ہماری رائے

ناحق میں آج کل مشنریوں کو اس امر کی نسبت بہت غور کرنا چاہیے۔ کہ آیا ہندوستانی مسیحیوں میں اُنکی زندگی خود انکاری کی زندگی سمجھی جاتی ہے یا نہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ وہ اپنے لباس کو بدلکر ہندوستانی لباس پہن لیں یا اپنے گھروں کو توڑ پھوڑ کر جھونپڑا بنا لیں مگر تو بھی انہیں معلوم کرنا چاہیے کہ آیا اُنکی طرز زندگی اُن لوگوں کو جن میں وہ رہتے ہیں اپنے نمونے سے مسیح کی سی خود انکاری سکھلا رہی ہے یا نہیں۔

(راقم مسیح کا بھائی)

وجوہات عدم ترقی بشارت
انجیل مقدس

ہر ملک کی آب و ہوا۔ انسان۔ عادات انسانی یعنی رہن سہن خوراک پوشاک۔ نشست برخاست۔ رسم و رواج تعظیم و تکریم۔ قدرتی قاعدہ سے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کے ڈھنگ کو دل پسند کرتا۔ اور اس کی خاطر [illegible] بمصداق خدا۔ ہم کو کچھ اس نیم میں غرض ہے لیکن تم نہیں [illegible] ہمارا مطلب اس سے یہ ہے کہ جو کاروائی نمونہ طور پر اور جو کوئی صورت کی گئی ہو۔ ٹھیک ٹھیک ویسی ہی [illegible] جیسا ملک ہو ویسے۔ وجہ یہ معقول ہو تو مضائقہ نہیں لیکن انگلستان ہمارے ملک سے ہزاروں کوس فاصلہ پر ہے جس حال میں کہ اس ملک ہندوستان ہی میں طرح طرح کی زبانیں رنگ ڈھنگ علیحدہ علیحدہ اور طور طریق جدا گانہ ہیں۔ تو کیا تعجب کی بات ہے کہ انگلستان جیسے ملک سے جو ہم سے اسقدر دور ہے جو ملک بالکل نرالا ہو اس ملک میں قریب تین سو سال سے انجیل کی بشارت نے دخل پایا اور ہنوز روز اول ہے کیونکہ جب چاہیئے نتیجہ ظہور بہت ہی کم آتا ہے۔ اور یہاں غور طلب امر و مقام صد افسوس ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اس قدر عرصہ میں بہت کم ترقی ہوئی اور ہوتی ہے۔ اس کے چند وجوہات جو میری ناقص العقل میں ہیں۔ واسطے ناظرین نور افشاں نذر کرتا ہوں اور اُمیدوار ہوں کہ اور بھی کوئی صاحب اس پر قلم کو تکلیف دیں گے۔ تو مہربانی سے خالی نہ ہوگا۔ اور شاید فائدہ بھی ہوگا۔

(۱) اول اس خدمت کا پورا پورا بار ملک ہند کے خادمان کی تحویل میں ایک مدت مدید تک نہیں آیا اور اب تک بھی نہیں۔

(۲) اور اور اخراجات جن سے فوائد بہت کم ہوتے زیادہ کئے گئے جیسے۔ ہائی سکول [illegible] دیہاتی سکول [illegible] بہت ضرورت نہیں [illegible] رفتہ رفتہ موجب ضرورت ہونگے۔

(۳) دفعہ درجہ کی جگہ اگر خریداری اراضی ہو کر آبادی نو مریداں کیجاتی تو بنیاد بہت مضبوط اور گروہ بہت جلد ہوتی۔

(۴) یا مشنری یا دھیہ ولایت نے [illegible] بہت ہی کم اس ملک کے لوگوں سے رکھا۔ [illegible] پسند کیا [illegible] عنوان مسطور العدد کی یاد کیجئے۔

(۵) اس ملک کے خادمان نے نقل پوشاک خوراک۔ عادات بود و باش۔ از غیر ولایت کو زیادہ دیکھا اگر رنگ ڈھنگ اپنے ملک کا رکھتے تو خوب تھا۔

(۶) خادمان ملک ہند کو جب ہی ख खा क का والے ہیں اور ہوتے ہیں جس سبب لوگوں میں دکھلاوے سے بات چیت کرنا [illegible] ख खा क का [illegible] زیادہ زور مارا تو [illegible] کا ستیاناس کیا۔ مجھ صاحب لوگوں میں [illegible] ہونے لگے [illegible] چھوٹے لوگوں سے تو بول چال بمصداق حکم क्षमता क्षम تو ہمارے [illegible] کیوں نہ ہوں

* نوٹ۔ ایک فرقہ کے [illegible] دین کی [illegible] جواب [illegible]

اور کس طرح جانیں کہ ہمارے ہمدرد ہیں۔

(۷) اب تک ملک ہند کے مسیحی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لائق نہیں ہیں۔ اور نہ ہونے کے واسطے کوشش کرتے ہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جو لوگ ख खा क का کی لیاقت رکھتے ہیں اُنکی تو گذر [illegible] نہیں۔ اگر کچھ بحث بھی کریں تو کم بخت (دیہاتی) ہونے دیتی نہیں۔ اور جو لوگ لیاقت دل میں معقول آمدنی ہو تو وہ خدمت نہیں کرتے۔ اور کرتے تو سیکڑوں میں ایک باوجود اپنا اپنا کام کرکے دینی خدمت بھی انجام دیتے ہیں۔

(۸) لوگ کاشتکاری کو بالکل پسند نہیں کرتے ہیں اور جب تک اس پیشہ کی لوگ قدر و توجہ نہ کریں گے گاؤں کے گاؤں مسیحی آبادی ہونا نہایت دشوار ہے ہندو لوگوں کے گاؤں آباد ہیں جن گاؤں میں میں رہتا ہوں یہاں ایک سردار اور دوسرے سب ماتحت بھائی ہیں جو کسی کے نہ بڑے اور تمام خدمت اپنے پاؤں کی کرتے ہو [illegible] پچاس جوان تیار ہیں۔ پچاس لوہار۔ موچی۔ گھڑی ساز گھانی ایک جگہ آباد نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور نہ پچاس بابو منشی۔ ماسٹر ایک جگہ آباد ہو سکتے ہیں تو [illegible] کاغذ قلم سیاہی کا ستیاناس ہے۔ فائدہ کیا ہے۔ آوے کہاں سے۔

(۹) اور اب زیادہ تر ہوشیار خادمان ملک ہند کی ضرورت شدید ہے اور اب क्षमता क्षम داتوں سے کام چلنا دشوار بلکہ نا ممکن ہے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ اکثر جب اس لفظ ہوشیار کا ذکر ہوتا ہے۔ تو بہت سے بھلے مانس بے ساختہ یہ کہہ گذرتے ہیں کہ مسیح کے شاگرد عالم فاضل نہیں تھے [illegible] اسقدر جواب دینے سے پیشتر خیال تو کر کے دیکھو [illegible] بچانے کس طرح تم اُن کو عالم فاضل

نہیں گزرتے ہو۔ صرف اپنے مطلب براری ہی کے واسطے وہ بھی وہ ایسا کریں۔ وہ تو بہت بڑے عالی ظرف تھے بذات خود وعظ کرتے اور ثبوت اس کا اُن کے حکم سے صاف ہے۔ اگر اُنکی دانائی اور فضیلت نہ ہوتی تو کیوں خداوند بارہ شاگردوں کو اس قدر خدمت انجام دیتی جو آج بارہ کروڑ سے بھی مشکل ہے اور وہ زمانہ اور وہ فاضل عالم اہل یہود کہ جن کا مقابلہ کرنا تعجب ہے سب کو قتل کروا سکتے دشمنوں ہی کا مقام تھا۔

(۱۰) اب تو صرف جو تاچونی ہی کا زمانہ ہے کہ کوئی حرف گنتی وخون کا کہاں ہے۔ خدا ہمارے دلوں کو مضبوط کرے۔ اور سب لوگ یکدل ہو کر دل وجان و عقل سے ترقی کرتے رہیں۔ اور خداوند کریم جلد یہ دکھا دے۔ کہ تمام آبادی کی لوگوں کو نظر آوے۔ اور سب تو مسیح کی روشنی سے منور ہو گا۔ آمین ثم آمین ٭

(راقم ن۔ ک)

گناہ رنج کا باعث ہے

تمہاری بدیاں تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کرتی ہیں

ای پیارے ناظرین ہم آجکل جو طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں سوائے غم و افسوس آہ و نالہ اور فریاد کے اور کچھ نہیں پاتے جس طرف نگاہ کرو دکھ درد اور تکلیف ہی تکلیف نظر آتی ہے گذرے سال سے اب تک موت نے ہزاروں گھر ویران کر دئے کئی بیوائیں ہو گئیں۔ بیچارے شیر خوار بچے یتیم رہ گئے کیا کریں۔ سوائے افسوس کے اور کیا علاج ہے۔ اگر ہم خداوند کے کلام پر ذرا غور کریں تو ان تکلیفات کا سبب پورا پورا معلوم ہو جائیگا۔ کیونکہ خداوند صاف فرماتا ہے کہ تمہاری بدکاریاں تمہارے اور تمہارے درمیان جدائی کرتی ہیں ٭

ای ناظرین آؤ ہم ذرا باغ عدن کی سیر کریں۔ دیکھو جس وقت ہمارے باپ باغ عدن میں سکونت رکھتے تھے اور خداوند کی ہر ایک بات کے ماننے میں سرگرم تھا۔ تو اُس کے آدم کیلئے ہر ایک شئے مہیا تھی اور ہر ایک جانور اُسکی خدمت کرنے کو تیار تھا۔ مگر جونہی شیطان نے بہکایا تھا کہ آدم خدا کے حکم سے باغی و برگشتہ ہو گیا۔ تو ہر ایک مخلوق سے تکلیف ملنے کی ابتدا ہوئی اور زمین لعنت کے باعث اپنے عمدہ پھل سے باز رہی۔ مگر آدم کا وہ تعلق جس سے وہ خدا کے ساتھ ہم کلام ہو سکتا جاتا رہا۔ بلکہ ہمیشہ کی مصیبت حاصل ہوئی اور وہ عدن جو کہ اُنکی زندگی کیلئے ایک بہشت تھا۔ دوزخ بن گیا۔ اور وہ غمگین ہوکر اُسکو بغیر محنت کے عیش و عشرت سے بھی نصیب نہ ہوئیں۔ بلکہ خود بھی ایک مصیبت کا مجسمہ بن گیا۔ بیشک تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی مہربانی نے اُسکو نہ چھوڑا۔ اگرچہ گناہ کی وجہ موت ہوئی۔ تو بھی خدا نے اپنی مہربانی اُسکو عطا کی بشرطیکہ وہ قبول کرے دیکھو پیدائش ۳: ۱۵ ٭

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا بہت بڑھنے لگی۔ اور لوگ خدا کے حکم نہیں مانتے تھے۔ تب خداوند نے ایک بزرگ آدمی کو چنا کہ اس کے وسیلے میرے نام کا اظہار زمین پر ہوتا رہے اور اُسکو اپنے خاندان اور اپنے باپ کے گھر رہنے سے باز رکھا۔ ایسا نہ ہو کہ اس جگہ رہکر کے وہ پھر بگڑ جائے۔ غیر ملک میں بسگیا۔ جب کہ اُسکی اولاد بہت بڑھ گئی اور کئی ایک غیر قوم کی بت پرستی میں شریک ہو گئے۔ تو خدا نے مناسب نہ جانا کہ وے آرام سے اُس ملک میں رہیں اور بستے رہیں۔ بلکہ مصر کو بھیجا۔ تاکہ غیر جگہ جا کے میرے نام کا اظہار کریں۔ اور لوگ اُن کو دیکھکر عبرت انگیز ہوں۔ مگر نہ تو وے خود ایسا نمونہ ہوئے اور نہ ہی اُن لوگوں نے توبہ کی اور جب کہ وے وہاں تھے تو اُن پر ظاہر کیا کہ جب اُن کی بت پرستی میں شریک ہوئے۔ تو خداوند نے اُنکو اُنکے دوستوں سے تکلیف پہنچائی اور جبکہ اُن کو خوب معلوم ہو گیا کہ وے اپنے گناہ سے نادم و شرمندہ ہوئے۔ تب خداوند نے اُن کی سُنی۔ دیکھو خروج ۲: ۲۳، ۲۴۔ وے روئے اور اُن کا رونا چلانا اُسکی حضور تک پہنچا۔ اور خدا نے اُن کا کراہنا سنا۔ اور خداوند نے اُن کے سب دشمنوں میں سے ایک ہی برپا کیا۔ تاکہ اُنکو اُس ملک سے نکالکر دوسرے ملک میں پہنچائے کہ وہاں وے آرام چین سے بسر زندگی کریں۔ مگر ابھی وے بیابان میں ہی تھے۔ کہ وے خداوند سے روٹھے۔ اس پر وے چالیس برس تکلیف و مصیبت اُٹھاتے اور گریہ و زاری کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر اس پر بھی خداوند اُنکی نگہبانی پھر رہائی کرتا۔ دیکھو وے جنگل بیابان میں ہوئے اُن کا اکیلا وہ تو اور ہزارہا ہزار آدمی جن کے لئے خوراک اور پانی میسر نہ تھی مگر خدا کے آگے کیا بات اُس نے اُن کے لئے آسمانی خوراک کا بندوبست کیا انہوں نے کھایا اور پیا مگر ناشکرگذار ہوئے اور خداوند خدا کو رنجیدہ کیا اور اُس کے حکم کو رد کیا۔ اور اپنی روز کی قربانی جو کہ خداوند نے [illegible] اُنہی کیلئے کی [illegible] کی پابندی سے شکش کریں۔ اپنی مرضی کے موافق چاہتے اور چلنے والے شہر سے۔ بلکہ یہاں تک خراب گناہ آلودہ ہوئے کہ اُن کے کھڑے ہونے و جیتے میں بھی بت پرستی نے [illegible] اور [illegible] اور چاند سورج اور آسمانی لشکر کی پوجا کرتے تھے۔ افسوس صد افسوس ایسی قوم پر جو اس قدر مہربانی کی احسانمند ہوئی۔ اور جس نے خداوند سے لاکھوں لاکھ نعمتیں حاصل کیں۔ اور جو اس کے حق میں [illegible] تھی۔ اور پھر جب کہ اُن کی حالت اس سے زیادہ خراب ہوئی تو خداوند نے مناسب نہ جانا کہ وے اپنے ملک میں زندگی بسر کریں بلکہ اُنکو ایک قوم سے سزا دلائی اور وے کسدیوں کے ملک میں بھیجے گئے۔ [illegible] ان کے بس میں آگئیں اور اُن کے بال بچے اُنکی آنکھوں کے سامنے قتل کئے جاتے تھے اور اُن کے گھر ویران کر دئے گئے۔ کیا ہی افسوس کی بات

کہ باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر تیسری اور چوتھی پشت تک پیچھا کرتی ہیں۔ اور اُنکو برباد کرتی ہیں اور اُنکی حالت جو کہ بادشاہوں کے بادشاہ کہلاتے اور مانے جاتے تھے اور بڑی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے اور نہیں معلوم کرتے کہ کل کیا ہوگا۔ ناگہاں آفت اُنپر آجاتی اور وے ہلاک ہوتے۔ دیکھو امثال ۲۹: ۱ جو بار بار تنبیہ پاکے باعث سخت گردنی کرتا ہے ناگہان برباد کیا جائیگا اور اُسکا کوئی چارہ نہ ہوگا ۔

ای پیارے ناظرین ذرا آگے غور کرئے کہ جب بنی اسرائیل نے اسیری میں دُکھ پایا۔ اور اپنے خداوند کو یاد کیا۔ اور اپنے گناہ سے شرمندہ ہوئے۔ تو خداوند نے اُنکو پھر اپنی ولایت میں بڑی مہربانی اور خوشی کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر پھر جبکہ اُنہوں نے خداوند زمین و آسمان کے مالک کی بندگی و ستایش نہ کی تو خدا نے تتر بتر کر دیا گیا ہے۔ اور اُن کا ملک چھین کر دوسرے کو دیا۔ اور وے آج تک آوارہ گرد ہیں اور کوئی خاص ملک و حکومت اُنکی نہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے سلامتی کے شاہزادہ مسیح خداوند کو ترک کیا۔ آہ کیا عجیب خداوند کا انتظام کہ جب گنہگار توبہ کرے تو اُسپر مہربانی کرتا۔ اگر پھر بھی باز نہ آوے تو آسمانی آفتوں سے تنبیہ کرتا۔ پھر بھی باز نہ آوے تو سوائے انجام ہلاکت کے اور کیا ہو ۔

ای ہندوستان ہم تیری منت کرتے کہ تو توبہ کر ورنہ تیری ہلاکت نزدیک آتی۔ کیونکہ سلامتی کا شاہزادہ (مسیح) تیرے پاس آیا مگر تونے اپنے آپ کو اُس کے لایق نہ سنوارا۔ اپنی شادی کا لباس جو کہ وہ خود تجھے دیتا ہے نہ پہنا۔ اور اُس کے خادموں نے تجھے بارہا جگایا۔ مگر تو اپنی نیند غفلت سے بیدار نہ ہوا۔ اور تونے اپنی عصمت جس کی تو منگیتر تھی نہ دی اور اپنے یاروں کو خوش کیا اور اُن کے ساتھ زناکاری کی۔ اور کہا کہ تیرا شاہزادہ اب مجھکو اپنے پاس سے نکال دیگا۔ اور تیرے بچے ہلاک ہونگے اور دیکھ تیرا ملک ویران ہے کال اور وبا تیرے ملک سے دور نہیں جاتی۔ کیا تونے اپنے یاروں کی منت نہ کی کہ وے تیری خراب حالت پر ترس کھاویں۔ دیکھ تیرے تن سے زناکاری کی بو آتی ہے۔ اور تو جلد ہلاک ہونے والی ہے۔ اگر تو توبہ نہ کرے اور تیرے یار جنہوں نے تیرے ساتھ بدکاری کی تھی (دیوی دیوتا) ہلاک ہونگے۔ کیونکہ تونے آسمان اور زمین کے مالک کی بندگی نہ کی اور جو تجھکو کرنا واجب تھا تونے نہ کیا۔ دیکھ اُس کے خادم تیرے سامنے بھیجے گئے جاتے اور دُکھ تکلیف تیرے بچانے میں اُٹھاتے تو وہ نہیں کرتا۔ اور اُنہوں نے بارہا تیری منت کی کہ تو توبہ کرے۔ اور اپنے بدکار گذشتہ حالت سے باز آئے۔ مگر تونے اپنے کانوں کو بند کیا تا ایسا نہ ہو کہ تو اُسکی آواز سُنے۔ جس پر بھی تیرا شاہزادہ تیرے دیدار کا مشتاق ہے شاید تو توبہ کرے اور وہ نہیں چاہتا کہ تو ہلاک ہو نیز اُس نے اپنے آسمانی ذرایع سے تجھے جگایا کہ کسطرح تیری نیند ٹوٹے جاتی ہے مگر تو زیادہ سخت گردنی کرتا ہے۔ دیکھ اب بھی اگر تو باز نہ آیا تو جلد تیری ہلاکت موجود ہونے والی ہے۔ نینوہ کے لوگ عدالت میں اس زمانے کے لوگوں کے ساتھ اُٹھیںگے اور اُنہیں گنہگار ٹھہراوینگے۔ کیونکہ اُنہوں نے یوناہ کی منادی سے توبہ کی اور دیکھو یہاں یوناہ سے بڑا ہے۔ لوقا ۱۱: ۳۲۔ اور مسیح کہتا ہے کہ خداوند کو چھوڑ دیتے ہو وہ تمہیں بھی چھوڑ دیگا۔ تواریخ ۲۰: ۲۲ فقط

(راقم خیرالدین۔ بائبل ٹیچر مشن سکول سیالکوٹ)

دینی خبریں

بفلو واقعہ ملک امریکہ کی بڑی کی مسی کمیٹی نے جو ہوم مشن پر مقرر تھی کئی عمدہ باتوں میں سے جو اُنہوں نے گذشتہ تجربوں سے حاصل کی ہیں ایک یہ ہے کہ ہوم مشن کا کل روپیہ بجائے خادم الدینوں کے کلیسیاؤں کو دیا جاوے مگر کلیسیائیں اس بات کو بچا نہیں کر سکیں مدد ہو رہی ہے ہماری رائے میں وہ یا نہ پر بسی بڑی کے ہوم مشن کے متعلق بھی اگر ایسا ہی ہو تو کلیسیائیں اپنی ذمہ داری اپنا کام سمجھ کر زیادہ دلچسپی لیں گی۔ اور یقین ہے کہ اسطرح سے روز بروز چندہ میں بھی زیادتی ہوتی جاویگی۔

انڈیا سنڈے سکول یونین کا امتحان متعلقہ کے انٹرنیشنل سنڈے سکول کے پچھلے چھ مہینوں کے پرچوں میں ۲۳ جولائی سنہ ۱۸ء کو شنیچر کے روز ہوگا ۔

جاپان کے سنڈے سکولوں کے لئے مسٹر ایچ سی۔ ملیر اجنرل سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ مسٹر ملیر پہلے لنڈن کی کنونشن میں تشریف لیجاویں گے۔ اور اُس کے بعد ہندوستان سے ہوتے ہوئے اپنے ملک جاپان کو جاویں گے ۔

چھوٹا ناگپور میں برٹن ایونجیلیکل لوتھرن مشن کے تمام مشنریوں دیسی پاسٹروں کیٹکسٹوں اور ریڈروں کی طرف سے کہ جو شمار میں ۵۰۰ ہونگے شراب نوشی کی مخالفت میں ایک سوسائٹی قائم کیگئی ہے۔ جنکا پنچ کلام اور نصیحت سے اپنے لوگوں میں جو اب ۵۰۰۰۰ ہیں اور دیگر فرقوں کے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں شراب کی بُرائیوں کو ظاہر کریں۔ اُنہوں نے ایک ماہواری ہندی اخبار بنام **گوپا** نکالنا شروع کیا ہے جس کا منشا یہ ہو کہ شراب کے عادت کے برخلاف کلام کے متنوں اور دوسرے حصوں سے بیان کر کے لڑائی کیجاوے ۔

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن مئی ۲۳ - امیرالبحر سمپسن اور شلیبز کی بحری فوجیں کی ویسٹ سے روانہ ہوئی ہیں - کہ امیرالبحر سروریا کی بحری فوج کو تلاش کریں۔

لنڈن مئی ۲۴ - مسٹر گلیڈسٹون مرحوم کی وصیت کے بموجب انکی تکفین سادہ طور پر ہوگی مگر ہوس آف لارڈس اور ہوس آف کامنس کے ممبران ویسٹ منسٹر میں جنازہ کے آگے جاوینگے - پرنس آف ویلس - ڈیوک آف یارک - لارڈ سالسبری - لارڈ روز بری - لارڈ کمبرلی - آرچ بشپ آف کنٹربری - مسٹر بالفور اور سر ولیم ہارکوٹ جنازہ اٹھانے والے ہونگے - یونان کا کراون پرنس بھی شامل تکفین ہونگے ۔

لنڈن مئی ۲۵ - اخبار ڈیلی میل ایک تار آمدہ واشنگٹن شائع کرتا ہے جس میں بیان ہے کہ ریاستہائے متحدہ کی امیرالبحری کو کل رات خبر پہنچی ہے کہ ہسپانیہ کا جنگی بیڑہ زیر کمان امیرالبحر سروریا مقام سنتیاگو ڈی کیوبا میں گھر گیا ہے ۔

فلپائن کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ باغی منیلا پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

پریزیڈنٹ مکنلی نے مزید ۷۵ ہزار والنٹیر طلب کئے ہیں جس سے اب فوج کا شمار دو لاکھ اسی ہزار ہوگیا ہے۔

کلکتہ مئی ۲۸ - تخمیناً بیس ہزار آدمیوں نے جو اکثر مارواڑی ہیں چندرنگر میں پناہ لی ہے - اس جگہ مکانات کی بڑی قلت ہے جن چھپروں کا کرایہ دو روپیہ ماہوار کرایہ تھا - اب تیس روپیہ ماہوار کرایہ ہوتے ہیں - سینکڑوں آدمی گلیوں اور دریا کے کنارہ پر راتوں کو بسر کرتے ہیں۔

تمام اشیاء خوردنی بہت مہنگی ہو رہی ہیں - اس خبر میں آدمیوں کی کثرت کے باعث ہیضہ بہت پڑا ہے جس کے باعث لوگ واپس ہو رہے ہیں۔

لنڈن مئی ۲۶ - امریکہ کی فوج کے ہمراہ پانچ سو سپاہی جزائر فلپائن کی طرف کل شام کو مقام سان فرانسسکو سے رسد سامان جو ایک سال تک کیلئے کافی ہوگا - روانہ ہوئے ہیں۔

آج ایک کانفرنس پریزیڈنٹ مکنلی - بحری و بری - افواج کے سکرٹریوں - جنرلوں اور امیرالبحروں کی منعقد ہوئی - معلوم دیتا ہے کہ اس کانفرنس میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ پورٹ ریکو - کیوبا اور فلپائن پر بہت جلد حملہ کیا جاوے - اگر یہ ٹھیک ہے کہ امیرالبحر سروریا کی فوج کا دستہ مقام سنتیاگو ڈی کیوبا میں گھیر لیا گیا ہے۔

مسٹر گلیڈسٹون کا جنازہ لنڈن لیا پہنچ گیا ہے - اور ویسٹ منسٹر ہال میں رکھا گیا ہے - کل کثرت سے خاص و عام ویسٹ منسٹر ہال میں دیکھنے کو آتے تھے۔

لنڈن مئی ۲۷ - منیلا کے گورنر نے میڈرڈ کو تار بھیجا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ جزائر کیرولین میں فساد برپا ہوگیا ہے - اور وہاں کے باشندے ہر ایک قسم کے تشدد کر رہے ہیں۔

پندرہ باربرداری کے جہاز اور چھ کونوں کے جہازوں کی ضرورت ہے تاکہ امریکہ کی بری امدادی فوج منیلا میں پہنچائی جاوے۔

اندیشہ ہے کہ کچھ وقت تک کے لئے امریکہ اپنی فوج کو بڑے گروہ میں نہ بھیج سکیگا - والنٹیروں کا بڑا حصہ اب تک بے سروسامان ہے - اور جنگ کوئی انتظام اُن کے سفر رسد وغیرہ کا سفر کے سامان کی نسبت نہیں کیا گیا ہے۔

کلکتہ مئی ۲۸ - جمعرات کو دو تازہ واردات اور ایک موت کلکتہ میں درج رجسٹر ہوئی ہے۔

مسز راس جو کراچی سے کلکتہ میں آئی تھیں اور جو اس سے ایک روز پیشتر وبا سے فوت ہوئی تھیں انکی والدہ آج اس وبا کا شکار ہوئیں۔

بمبئی مئی ۲۷ - کل بمبئی میں ۴۰ واردات اور ۴۲ اموات درج رجسٹر کی گئیں - اور ۴۲ واردات اور ۹ موتیں۔

لنڈن مئی ۲۰ - مسٹر ونٹر نامہ نگار اخبار نیویارک ورلڈ کا ایک ناؤ پر جزیرہ پورٹوریکو میں پہنچا مگر ہسپین کے حکام نے گرفتار کرلیا ہے اور اب وہ سان جوان میں قید ہے۔

امریکہ اور ہسپین کی بحری فوجوں کا پتہ نہیں لگا ہے اور بے قراری روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

امریکہ کی سرکار نے اب معلوم کیا ہے کہ وہ فوج جو امیرالبحر شیلی کے زیر کمان بھیجی گئی تھی - وہ سنتیاگو ڈی کیوبا میں امیرالبحر سروریا کی بحری فوج کے دو روز پہنچنے کے بعد پہنچی اور معلوم دیتا ہے کہ امیرالبحر سروریا نامعلوم راستہ چلا گیا۔

اخبار نیویارک ہیرالڈ بیان کرتا ہے کہ کاڈز کے جنگی جہاز جو گمان غالب ہے کہ ہسپین کے تھے - کوسٹا ریکا کے پاس دیکھے گئے۔

میڈرڈ میں سرکاری طور پر مشتہر کیا گیا ہے کہ کیڈز کی امدادی فوج مقام کاڈز سے روانہ ہوگئی ہے - اور یہ فوج یا تو کیوبا یا جزائر فلپائن یا امریکہ کو جاویگی جس جگہ بھی سرکار ہسپین مناسب سمجھے۔

لنڈن مئی ۲۹ - کہتے ہیں کہ امیرالبحر سمپسن کی فوج کی ویسٹ کو واپس آگئی ہے - اور مقام ہوانا پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔

تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ امیرالبحر شیلی کی فوج نے دو جہازوں کو سنتیاگو ڈی کیوبا کا محاصرہ شروع کر دیا ہے - اس خیال سے کہ ہسپین کی جنگی فوج زیر کمان امیرالبحر سروریا اس کے اندر موجود ہے۔

مضامین مفید المبتدین

مکتب کے اطوار کا بیان

جب لڑکے اپنے گھروں میں رہتے ہیں تب اپنی مرضی کے مطابق چلتے پھرتے یا کھیلتے کودتے رہتے ہیں پر مدرسوں میں کھیلنے اور چلنے پھرنے کے لئے نہیں بیٹھتے ہیں۔ وہ تو پڑھنے لکھنے اور ترقی کرنے کی جگہ ہوتی ہے۔ لڑکوں کو چاہئے کہ مکتبوں میں اپنی کتابوں سے کام رکھیں اور سبق کے سیکھنے ہی میں مشغول رہیں ۔

پھر چاہئے کہ اُستاد کے تابع میں رہیں اور اُنکے حکم یا مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ اگر کسی لڑکے سے کچا بات ہو جائے اور اُس کا اُستاد اُسے منع کرے تو یہہ نہ کہو کہ تمہاری بات کی ہم کو پرواہ نہیں ہے۔ یہہ بات بُری ہوتی ہے اور اِس سے نتیجہ بھی بُرا ہی نکلتا ہے۔ چاہئے کہ اُستاد کی بات مانیں۔ خوب دل دے کر اپنے سبق سمجھیں اور پڑھنے لکھنے میں خوب ترقی کریں ۔

اِس کے سوا طالب علموں کو چاہئے کہ سب ہم مکتب ایک دوسرے کو پیار کریں۔ کسی سے لڑیں جھگڑیں نہیں۔ اگر کوئی لڑکا خلاف کرے تو محبت سے اُسکو اِس بُرے کام یا بُری بات کے کرنے اور کہنے سے روک دیں۔ جب مدرسہ برخاست ہو جائے تو سیدھے گھر کو چلے جانا چاہئے۔ اور ماں باپ کی مرضی کے خلاف زیادہ دیر تک باہر ٹھہرا نہ رہنا چاہئے ۔

ہر روز کوئی نہ کوئی نئی اور فائدہ مند بات کے سیکھنے کی کوشش کرو۔ اور چاہئے کہ ہر روز نیکی اور بہتری میں ترقی کرو ۔

کاہل لڑکے کا بیان

نقل ہے کہ ایک نادان اور ناسمجھ لڑکے کا جی کھیل کی طرف ایسا لگا رہتا تھا کہ وہ مدرسہ میں جا کے تعلیم پانے کی طرف سے بالکل بے پرواہ ہو رہا تھا۔ ایک روز کھیل کی دُھن میں اُسنے شہد کی مکھی کو پھول در پھول اُڑتے ہوئے دیکھ کے کہا۔ آؤ بی بی ہم تم کھیلیں۔ مکھی بولی مجھے کھیلنے کی فرصت کہاں ہے۔ مجھے تو شہد اکٹھا کرنا ہے۔ سو مجھے اِس سے معاف رکھئے۔ اِسکے تھوڑے عرصہ بعد اُسکو ایک کتا نظر آیا جو گھر کو نکلا جاتا تھا۔ اُس نے اُس کتے سے بھی کھیلنے کے لئے درخواست کی۔ پھر کتے نے کہا۔ مجھے اتنی فرصت نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ کھیلوں۔ مجھے فکر لگ رہی ہے کہ کوئی چور اُچکا گھر میں گھسکے میرے آقا کے مال کا نقصان نہ کرے۔ کیونکہ گھر میری سپردگی میں ہے۔ سو مجھے معاف رکھئے ۔

تھوڑی دیر بعد اُسکی نظر ایک چڑیا کے اوپر پڑی جو چونچ سے گھاس پھوس جمع کرنے میں لگ رہی تھی۔ اِس لڑکے نے اُس سے پوچھا کیوں بی تم ہمارے ساتھ کھیلو گی۔ اُس چڑیا نے کہا مجھے کھیلنے کی مہلت کہاں۔ مجھے تو گھونسلا بنانا ہے سو مجھے بچوں کے کھلانے کی فکر پڑ رہی ہے۔ میں تمہارے ساتھ کھیل نہیں سکتی ہوں وہ تو اتنا کہکے اُڑ نکلی ۔

جب بیچارہ وہ بالکل اکیلا ہو گیا اور دیکھا کہ کوئی بھی کھیلنے میں میرا ساتھ نہیں دیتا ہے تو وہ یہہ سوچنے لگا کہ کیسے افسوس کی بات ہے کہ میں ہی اکیلا بیکار ہو رہا ہوں۔ سب اپنے اپنے کام میں لگ رہے ہیں تو میں ہی کیوں بیکار رہوں۔ اُس لڑکے نے یہہ سوچ کے اپنی کاہلی ترک کر دی اور مدرسہ میں جا کے پڑھنے لکھنے میں مشغول ہو گیا۔ یہہ حال دیکھ کے اُستاد نے اُس لڑکے کی کوشش کے سبب سے اُسکی بڑی تعریف کی۔ اور وہ لڑکا بھی بہت ہی خوش ہوا۔ کاہلی ساری برائیوں کی جڑ ہوتی ہے۔ اور سب کو اُس سے بچنا چاہئے ۔

دس دوستوں کا بیان

ذکر ہے کہ ایک بار ایک کاہل اوجود لڑکا انگڑائیاں لیتا اور جمائیاں بھرتا ہوا اپنی زبان پر یہہ کلمہ لایا کاش میرے چند ایسے صادق دوست ہوتے کہ اُن کی مدد سے میری زندگی خوشی میں امن کے ساتھ کٹ جاتی ۔

اِس کے اُستاد نے اُس کی اِس بیہودہ بات کو سُن کے اُس سے کہا کیوں میاں لڑکے تم دوستوں اور مددگاروں کی تمنا رکھتے ہو۔ کیا تم کو یہہ معلوم نہیں ہے کہ تمہارے پاس ایسے ہی دس صادق دوست موجود ہیں ۔

وہ لڑکا حیرت میں آکے بولا جناب آپ دل لگی فرماتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے ایسے پانچ دوست بھی نہیں ہیں۔ اور جو ہیں بھی وہ خود اپنے مطلب میں کبھی مطلق مدد نہیں کر سکتے ہیں ۔

اُستاد بولا۔ جناب صاحب تم کہتے ہو کہ نہیں ہیں اب ہی انگلیاں تو گن دو ۔

اُس لڑکے نے گن کے کہا جناب یہہ تو دس ہیں ۔

اُس کے اُستاد نے کہا تو یہہ ہرگز خیال نہ کرو کہ تیرے پاس دس دوست نہیں ہیں۔ کہ جو اس زندگی میں تمہاری مدد نہیں کر سکتے ہیں۔ دیکھو کہ اُن سے تم کیسی مدد لے سکتے ہو۔ اُن کا امتحان کرو اور تب شکوہ کرو اگر کر سکتے ہو۔ خدا بھی اُن کی مدد کرتا ہے۔ جو کہ خود دل میں ہمت رکھتے ہیں۔ کہ اپنی مدد آپ کریں۔ جو آدمی کہ دوسروں سے مدد کا طالب رہتا ہے۔ اور اپنی انگلی آپ نہیں ہلاتا وہ کمزور اور بیکار رہ جاتا ہے۔ پر وہ جو آپ اپنے لئے کوشش کرتا ہے قوی اور زورآور ہوتا ہے۔ پس کاہل اوجود کے سوا کوئی یہہ نہیں کہتا ہے کہ اس دنیا میں میرا کوئی مددگار نہیں ہے ۔

اطلاع

رسالہ اُمہات مومنین

اس کتب کی بابت ناظرین اور شائقین طلاع کو معلوم ہووے کہ جن صاحبان نے میرے پاس اس کے لئے درخواستیں بھیجی ہیں اُن کی تعمیل نہیں ہو سکی کیونکہ میرا اس کتاب کے فروخت یا تقسیم کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ وہ کتاب میرے پاس ہے ایک جلد بھی مجھے دستیاب نہ ہوئی۔ پنڈت بیجرام دکا صاحب ایجنٹ ڈاکٹر احمد شاہ صاحب کل کتابیں جنڈار کے کہیں لے گئے تھے۔ سنا ہے کہ پادری جیسا لوگر صاحب سابق امریکن مشن راولپنڈی کے پاس ہیں اور وہاں سے مل سکتی ہیں۔ غالباً اُن کے پاس درخواست کرنا بہتر ہوگا۔

نیازمند۔ پادری۔ بی۔ ایل۔ ٹھاکر داس

ضرورت

(۱) ایک عیسائی مدرس کی فارسی پڑھانے کیواسطے مشن ہائی سکول جہلم کیلئے ضرورت ہے۔ تجربہ کار آدمی چاہئے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی۔ درخواست سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجی جاوے۔

(۲) ایک عیسائی پنڈت کی سنسکرت پڑھانے کیواسطے مشن ہائی سکول جہلم کیلئے ضرورت ہے تنخواہ ۲۵ سے ۳۰ تک چٹھیوں کی نقل درخواست کیساتھ سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجنی چاہئے۔

المشتہر

(پادری ایس۔ ٹی۔ مشن ہائی سکول جہلم)

اشتہار

ہم نے سوداگران و دیگر صاحبان کی خاطر جو اکثر اشتہار وغیرہ چھپوایا کرتے ہیں نرخ بہت ہی ہی سستی کر دی ہے چنانچہ سب کی آگاہی کیلئے ذیل میں چھپوائی کے نرخ درج کرتے ہیں مگر واضح رہے کہ جو اشتہار فحش الفاظ یا خلاف تہذیب عبارت سے معترا نہ ہوں درج اخبار نہ کریں گے۔

نرخ چھپوائی اشتہار

	روپیہ	آنہ	پائی
فی سطر۔ اول مرتبہ	۰	۱	۶
ایضاً۔ بعد میں فی مرتبہ	۰	۰	۹
فی نصف کالم ۱۴ سطر۔ اول مرتبہ	۱	۴	۰
ایضاً۔ ایضاً بعد میں فی مرتبہ	۰	۱۰	۰
ایضاً۔ ایضاً تین ماہ کیواسطے	۸	۰	۰
ایضاً۔ ایضاً چھ ماہ کے واسطے	۱۵	۰	۰
ایضاً۔ ایضاً سال تمام کیواسطے	۲۰	۰	۰
فی کالم ۲۸ سطر۔ اول مرتبہ	۲	۸	۰
ایضاً۔ ایضاً بعد میں فی مرتبہ	۱	۴	۰
ایضاً۔ ایضاً تین ماہ کیواسطے	۱۵	۰	۰
ایضاً۔ ایضاً چھ ماہ کے واسطے	۲۷	۸	۰
ایضاً۔ ایضاً سال تمام کے واسطے	۵۰	۰	۰
فی صفحہ۔ اول مرتبہ	۶	۴	۰
ایضاً۔ بعد میں فی مرتبہ	۳	۲	۰
ایضاً۔ تین ماہ کیواسطے	۳۶	۸	۰
ایضاً۔ چھ ماہ کے واسطے	۶۸	۱۲	۰
ایضاً۔ سال تمام کے واسطے	۱۲۵	۰	۰

اشتہار جو اخبار کے ہمراہ بطور ضمیمہ بھیجے جاتے ہیں اُنکی اُجرت معمولی بیشگی کے حساب سے لیا جائیگا۔

المشتہر

منیجر اخبار نور افشاں

ضرورت

(۳) (۳)

ایک مشن ڈسپنسری کے واسطے ایک مرد عیسائی کمپونڈر کی ضرورت ہو جائے کہ اس کا اپنی مسیحی چال چلن کا سارٹیفکیٹ اور کمپونڈری کے علم کی واقفیت کے ثبوت میں سند پیش کرے۔

درخواست کرو بنام

ڈاکٹر انچارج لدھیانہ مشن

معرفت مسز بیور ایس ڈبلیو۔ پی

نارتھ ویسٹرن ریلوے

مع فرقت کے سے جا نے لوہے کی ریلیں لمبائی ۲ فٹ فی نرخ ۱۰ من فی گز کی شرح وغیرہ کی نسبت چیف سٹورکیپر این ڈبلیو آر ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو۔

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ ... ۱؎
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ ... ۲؎
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ ... ۲؎
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ ... ۳؎
قیمت دو کاپیاں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ ...... ۲؎
بغیر ضمیمہ ...... ۱؎

تعداد دیہات مسیحی از ابتدائے ۱۳ مئی تا ۲۰ مئی ۱۹۱۸ء (۲۶)
تعداد اموات از ابتدائے ۲۲ مئی تا ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء (۲۶)

پادری ای۔ ایچ۔ جنگ صاحب ایڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودہانہ میں ایم۔ ولی کے اہتمام سے چھپا۔